تاریخ بلتستان ،قسط: 18

# ارض بلتستان

محمد اسماعیل فضلی

## گلگت پر گوہر امان کا دوبارہ قبضہ:

رنبیر سنگھ کی واپسی اور گلاب سنگھ کی وفات کی خبر سن کر گوہر امان نے تین اطراف سے خالصہ افواج پر حملہ کر دیا۔ گوپال سنگھ ابھی مہاراجہ کے سوگ سے فارغ بھی ہونے نہ پایا تھا کہ ایک لشکر نے رات کے اندھیرے میں دریائے سندھ عبور کر کے مغرب کی طرف سے حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اس قدر اچانک تھا کہ خالصہ افواج تتر بتر ہو گئیں۔ شمال میں گلگت اور جنوب میں روندو کی طرف سے بھی گوہر امان کی افواج نے زوردار حملہ کر کے خلوص اور جان نثاری کی تاریخ اپنے لہو سے رقم کی۔

گوپال سنگھ زخموں سے چور ہو کر قیدی بنا، گوہر امان اس کے سر پر کھڑا کہہ رہا تھا: ''تیرے مہاراجہ کے بیٹے نے لہو کی جو لکیریں اس میدان میں کھینچی تھیں، ریت کے ذرات میرے مجاہدین کے خون سے رنگین ہیں جو میرے لیے ہر روز سسکتے تڑپتے الفاظ کی داستانیں رقم کرتے ہیں۔ لیکن میں نے اپنے وطن کے دشمنوں سے انتقام لے کر اور ان کے لیڈروں کو زندہ پکڑ کر آنسوؤں کے پھوار کو التفات کے پھولوں، غم دہر کی تلچھٹ کو امیدوں کے ساحلوں اور شب ہجر کے زہر کو میرے لیے خواب شیریں کے سکون میں تبدیل کر دیا ہے۔ ہم نے اپنے آباء کے قدیم رسموں، کہنہ روایات اور پرانے اساطیری قوانین اور اسلامی عقائد کی پاسداری کرتے ہوئے تیرے آقاؤں پر گرفت کی ہے۔ اب یہ انقلاب زمانہ کی پہلی کرن ہے۔ یہ اسلامی انقلابی دستے ہیں، سنگلاخ اور مشکل ترین درے مجاہدین کی راہ روک نہیں سکتے۔ ہماری منزل کشمیر کے وہ سبزہ زار اور جنت نظیر وادیاں ہیں جہاں کے مجبور و مقہور مسلمانوں کی گردنوں میں تم نے جبر اً غلامی کے طوق پہنا دیے ہیں۔''

چاند کی شمع اپنے پورے آب و تاب کے ساتھ روشن تھی۔ زخموں کا مرہم بنتے وقت جنت نظیر وادیٔ کشمیر کے فلک بوس برف پوش پہاڑوں پر آبشاریں رواں تھیں۔ نیند کی بازگشت ختم ہو چکی تھی، مرغ اذانیں دے رہے تھے۔ اچانک باہر قدموں کی چاپ سن کر رنبیر سنگھ اٹھ بیٹھا۔ باہر بلند آہنگ میں بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ دروازے پر شریفانہ دستک ہوئی، رانی نے اٹھ کر دروازہ کھولا، سامنے داروغے کے ساتھ ایک سکھ اور بلتی لباس میں ملبوس ایک جوان کھڑا تھا۔

اس جوان نے بلا تمہید گوہر امان کے اچانک حملے، خالصہ افواج کی شکست اور گوپال سنگھ کی قید کی خبر سنا ڈالی۔

بوپ سنگھ ایک بڑی فوج کے ساتھ کمک لے کر روانہ ہوا تھا مگر بنگلہ بڑی اور منا ور کے درمیان چھموگڑھ کے سامنے

دریائے گلگت کے کنارے ایک چھوٹے میدان میں گوہرامان کی فوج کے گھیرے میں آ گئی۔تمام ڈوگرہ افواج گاجر مولی کی طرح کٹ گئیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس موت کے کنوئیں سے صرف دوسپاہی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔انہی میں سے ایک ڈوگرہ سپاہی میدان جنگ کے احوال سنارہا تھا۔

مہاراجہ نے فوری طور پر سرینگر سے ڈوگروں کا ایک لشکر روانہ کیا، جو تین دن میں سکردو پہنچا۔سکردو کو ہیڈکوارٹر بنا کر گلگت پر حملہ کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔یادر ہے کہ قلعہ گلگت اور قلعہ نو پورہ کی بھی تمام کی تمام فوج قتل ہوئی۔صرف ایک گورکھا (نیپالی) عورت کسی تدبیر سے اس گرداب فنا سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئی۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ کی توجہ فتح گلگت کی طرف اپنی تخت نشینی کے ساتھ ہی مبذول تھی۔مگر یہ ان دنوں کا واقعہ ہے کہ ہندوستان میں 1857ء کی جنگ آزادی لڑی جارہی تھی۔ڈوگرہ افواج انگریزوں کے ساتھ شامل ہوکر جنگ میں مصروف تھیں۔ڈوگرہ افواج کے گلگت سے واپس ہوتے ہی وہ کرنل دیوی سنگھ نرائنا کی کمان میں گلگت کی مہم کے لیے تیاریاں کرنے لگے۔

ڈوگروں نے 1860ءمیں بونجی سے دریائے سندھ عبور کیا، گلگت کی طرف پیش قدمی شروع کی۔اس وقت گوہرامان وفات پاچکا تھا۔اس کی افواج کے حوصلے پست تھے، بہت سے سردار انگریزوں سے ملی بھگت میں پیش پیش تھے۔لہذا وہ قابل ذکر مقابلہ نہ کرسکے۔صرف ایک ہی دن مقابلہ ہوا۔ڈوگروں نے گلگت پر بآسانی قبضہ کرلیا۔

اس مہم میں چلو کے لوگوں نے بڑی بہادری اور کمال جرأت کا مظاہرہ کیا۔خاص کر براہ کے ژےژےفو، مچلو کے روزی اور چلو خاص کے شیر کے کارناموں کے دشمن بھی معترف ہوئے۔یبگو کا چو شیر خان نے چلو کے دستے کو اپنے کمان میں الگ تشخص دلانے کی غرض سے لڑایا۔

یہ جنگ جس میں شاندار فتح حاصل ہوئی۔ڈوگرہ راج میں یبگو خاندان کی عزت وتوقیر اور قربت کا سبب بنی۔جس نے بعد میں مقپون اور گلگتیوں کے ساتھ جنگوں میں ڈوگرہ راج کو یبگوں کا طرفدار بنادیا۔

## مہاراجہ رنبیر سنگھ کی ترقی وانتظامات

مہاراجہ رنبیر سنگھ بڑا مدبر اور دوراندیش حکمران تھا۔اس کے دور میں جموں سے لداخ اور چترال کے مضافات سے بلتستان کی وادیاں فتح ہوئیں۔فتوحات کے بعد ملکی معیشت اور انتظامات کو خوب ترقی دی۔انتظامات امور مملکت میں غیر ملکی مشیروں سے بھی کام لیا۔

انہوں نے مختلف امور کے انتظامی محکمے قائم کیے۔انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کیا۔محکمہ مال، حساب فہمی، آمدن

وخرچ، تجارت وتصفیہ کے محکمے قائم کیے۔ آسان اور سستے انصاف کے لیے ہر ماتحت راجہ کے صدر مقام پر عدالتیں قائم کیں۔ قوانین فوجداری اور دیوانی مرتب کیے۔ ان کا فوجداری قانون مجموعہ ''رنبیر ڈنڈ بدھی'' جزوی ترمیم واضافہ کے ساتھ آج بھی رائج ہے، مجموعہ ضابطہ دیوانی اب متروک ہو چکا ہے۔ لیکن قوانین کورٹ فیس، اسٹامپ ورجسٹری آج بھی وقتی ترمیم واضافہ کے ساتھ رائج ہیں۔ افسران مال وانتظامیہ اور افسران سرحد وفوج الغرض ہر شعبہ زندگی سے متعلق قابل قبول دستور العمل جاری کیا۔ پولیس کا محکمہ امن عامہ کے لیے بنایا۔ ہسپتال، سڑکیں، سرائے بنائے۔ پڑاؤ پر رسد رسانی اور بار برداری کے انتظام کو جدید تر بنایا۔ ڈاک کا محکمہ دور دراز علاقوں تک بڑھایا۔ تار برقی کے حروف انگریزی کے بجائے فارسی ابجد میں وضع کر کے کشمیر سے گلگت اور استور تک قائم کیا۔ نو آبادیاں قائم کیں، نہریں تعمیر کروائیں، باغات لگائے، دور دور تک سکول متعارف کرائے۔ صنعت وحرفت کو ترقی دی، کارخانے لگوائے۔ فوج کی از سر نو تنظیم کی، ایک جرنیل کے زیر کمان فوج کو چار شعبوں میں تقسیم کیا۔ ایک شعبہ بلتستان ولداخ اور گلگت کے لیے خاص کر دیا۔ جیلوں میں قیدیوں کے لیے مناسب لباس کا انتظام کیا اور مشقت کے ساتھ ہنر سکھانے کا بھی بندوبست کیا۔

## دربار مہاراجہ رنبیر سنگھ

مہاراجہ رنبیر سنگھ کا دربار اہم خصوصیات کے ساتھ عالی شان اور قابل دید تھا۔ مہاراجہ مع ولی عہد کے صبح نو بجے دربار عام میں حاضر ہو جاتے۔ دونوں کے لیے علیحدہ اور قدرے بلند جگہ پر شہ نشین بنائے گئے تھے، جہاں سے پورے صحن پر نظر رکھی جا سکتی تھی۔ وزراء اور اعلیٰ عہدہ داران اور دیگر چیدہ چیدہ اراکین سلطنت حاضری کے پابند تھے۔ تاکہ ان کے خلاف کوئی شکایت ہو تو دربار عام میں جواب دہ ہوں۔ اگر کبھی ان سے جرم ثابت ہوتا تو بر سر عام سزا دی جاتی۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ عبرت حاصل کرتے اور غلطیوں سے اجتناب کرتے تھے۔ دربارِ عام میں ہر قسم کی شکایتوں کی پیشی ہوتی تھی۔ انتہائی مستحقین کو مالی امداد کا فرمان جاری کرتے اور ضرورت پڑنے پر لگان اور مالیہ تک معاف کر دیتے تھے۔ آفیسران ماتحت کے اختیارات نہایت محدود تھے۔ کسی ملازم کی چھٹی کی درخواست، کسی مرگ میں شرکت، مجرم کی سزا کا حکم، کوئی مجبور ومقہور عورت، کوئی یتیم یا مظلوم پردہ دار، ملازمت کے خواستگار غرض تمام حاجت مند درخواست لے کر حاضر دربار ہوتے۔ مہاراجہ بنفس نفیس ان پر ہمدردانہ غور کرتا، حسب ضرورت موقع پر یا عمیق تحقیق ومطالعہ کے بعد فیصلہ صادر کرتا تھا۔ فیصلہ درخواست کی پشت پر لکھ دیا جاتا تھا۔ فوجداری ودیوانی مقدمات کا عموماً عدالت ابتدائی تحقیق سے فیصلہ کر دیتی۔ اہل مقدمہ خود مہاراجہ کے دربار میں اپیل کر سکتے تھے۔ مہاراجہ فریقین اور گواہوں کے بیانات سننے کے بعد عدل وانصاف فراہم کرتا تھا۔ معاملے کی تحقیق کے لیے بسا اوقات قانونی باریکیوں کی چھان بین کی غرض سے افسر متعلقہ کے پاس واپس بھیج دیا جاتا تھا۔ صحیح رپورٹ ملنے پر مناسب فیصلہ صادر کرتے تھے۔

موسم گرما میں سکردو میں دربار لگتا تھا، اور یہ عدالت موسم بہار میں لداخ میں کام کرتی تھی۔ دربار کے وقت وسیع وعریض صحن مختلف النسل اور مختلف اقوام وعلاقے کے لوگوں سے بھرا رہتا تھا۔ سرمائی دارالخلافہ جموں میں سرد علاقے کے لوگ تلاش روزگار کے سلسلے میں آتے، کیونکہ برف باری کی وجہ سے کاروبار کا کوئی موقع میسر نہ ہوتا۔ کچھ لوگ دیوانی اور فوجداری مقدمات کا سامنا کرنے آتے تھے۔ جن کو مکمل موسم زمستان جموں میں گزارنا پڑتا تھا۔ ان میں کشمیری، بلتی اور لداخی شامل ہوتے تھے۔ یارقند کے سوداگر، کابلی، پٹھان، افغان اور تاجک لوگوں سے شہر کے منڈی اور بازار کو رونق ملتی تھی۔ نوجوان لوگ سرکاری وفوجی ملازمت کے لیے آتے تھے۔ مہاراجہ جب دربار میں آتے اور رخصت ہوتے تو گارڈ آف آنر دیا جاتا تھا۔ قیلولہ کے بعد مہاراجہ باڈی گارڈ کے دستے کے ساتھ سیر کے لیے نکلتے۔ ڈنڈ ورچی راستہ صاف کرتے جاتے اور کچھ رکاب پکڑ کر ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ رات کے وقت خاص مصاحبوں کا دربار لگتا جہاں ملکی معاملات پر بحث کی جاتی تھی۔ اندرون اور بیرون ملک حالات وواقعات اور محرکات پر بحث اور فیصلے ہوا کرتے تھے۔

سرفرنسس ینگ ہسبنڈ نے ''موسوعہ کشمیر'' میں لکھا ہے کہ اس خاص دربار میں ان لوگوں کو اخلاقی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ مختلف محکموں کے آفیسران اور ذمہ داروں کو تربیت دی جاتی تھی۔ اس دربار کے لوگ وسعت قلبی، بلند خیالی اور وضعداری میں اپنی مثال آپ تھے۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ جیسے وضع کے لوگ آج کے ترقی یافتہ دنیا کے لوگوں کے لیے خواب وخیال ہو کر رہ گئے ہیں۔ وہ تمام مذاہب کے قوانین اور تہذیب وتمدن میں اعلی تعلیم یافتہ تھا۔

آخر یہ عظیم المرتبت بادشاہ اٹھائیس سال اور چند روز نہایت کامیابی وکامرانی سے حکومت کرنے کے بعد 12 ستمبر 1885ء کو جموں میں وفات پا گئے۔ ان کی دفات پر ان کا بڑا بیٹا میاں پرتاب سنگھ سریرآرائے حکومت ہوا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

## حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا:

تین چیزوں میں رب العالمین کی ناراضگی سے احتیاط کرو:

۱۔ جو تجھے حکم دیا ہے اس میں کوتاہی کرنے سے۔

۲۔ اللہ نے تیرے مقدر میں جو کچھ لکھا ہے اس پر راضی نہ ہونے سے۔

۳۔ دنیا کا کوئی مطلب حاصل نہ ہونے پر اپنے اللہ سے ناراض ہونے سے۔

بشکریہ ''الفرقان'' الکویت شمارہ ۴۶۲